مولانا عبدالقیوم حقانی

اسلام کی مسافرت و اجنبیت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا: بدأ الاسلام غریبًا وسیعود غریبًا کما بدأ، فطوبی للغربا" اس ارشادِ نبوی کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام اپنے مزاج، اپنے منشاء، اپنے مقصد اور اپنے طریق کار کے لحاظ سے اپنے ابتدائی دور میں دنیا کے عام لوگوں کے لیے بالکل اجنبی اور نامانوس تھا لوگوں کے لیے اس کو صحیح طور پر سمجھنا آسان نہیں تھا۔ پھر وہ دور آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست جدوجہد اور معجزانہ تربیت کے نتیجہ میں اسلام کی یہ اجنبیت ختم ہوتی گئی اسلامی عقائد، تعلیمات، نظام سیاست اور اس کے انفرادی اور اجتماعی ثمرات عیاں ہوگئے اور دنیا کے لوگ اس کے مزاج سے مانوس ہو گئے۔ لیکن حضورؐ کے مندرجہ ارشاد کے مطابق تھوڑی مدت کے بعد ایک بار پھر پہلے ہی کی طرح اسلام کی حقیقت لوگوں کے لیے اجنبی اور نامانوس ہو جائے گی۔ اس زمانہ میں جو لوگ اس اجنبی اسلامی مزاج کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے اور بجائے اس کے کہ وہ خود اجنبیت سے گھبرا کر اپنے کو عام رنگ میں رنگنے لگیں، وہ عام طور پر بگڑے ہوئے مزاج کو درست کرنے اور حقیقی اسلامی مزاج کو عام کرنے کی کوشش میں لگے رہیں گے ان کے لیے بڑی خوشخبری ہے۔ (فطوبی للغرباء)

اس ارشادِ نبوی کو ذہن میں رکھیے اور غور کیجیے کہ آج اسلام کی غربت و اجنبیت اور مسافرت کا کیا حال ہے؟ دنیا کے عام انسان اسلام کے بارے میں کیا سوچتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کیا تصورات ہیں؟ اگر آپ اپنی آنکھوں کانوں اور دل و دماغ کے دریچوں کو کھلا رکھتے ہیں اور اپنے ہم وطن مسلمانوں سے روزمرہ کی ملاقاتوں میں، دوران سفر ٹرینوں، بسوں یا ہوائی جہازوں میں، یا صبح کی سیر کے موقع پر باتیں کرتے ہیں اور اخبارات و رسائل پڑھتے رہتے ہیں یا کسی مسلمان سیاسی جماعت کے اراکین و عہدیدار، ممبران اور قائدین کی زندگی کے اہداف دیکھتے ہیں اپنے ملک کی پارلیمنٹ حکمران اور ممبران اسمبلی کا کردار دیکھتے ہیں رعایا حاکم یا محکوم کی زندگی کے کسی گوشہ پر نظر ڈالتے ہیں کسی بھی عنوان کو لے کر بات

کرتے ہیں تو روزانہ ہی آپ کے سامنے یہ افسوسناک حقیقت آتی ہوگی کہ اسلام کے بارے میں ہزاروں بے بنیاد بلکہ مضحکہ خیز خیالات لوگوں کے دماغوں میں راسخ ہیں پھر عام لوگ ہی نہیں تعلیم یافتہ طبقہ، وکلاء کا طبقہ، قومی قیادت کا طبقہ، تعلیم یافتہ طبقہ۔ اسلام کا نام جب ان لوگوں کے سامنے آتا ہے تو ان کے ذہنوں میں عرس قوالی، طوائف بازی، قبر پرستی، پیر پرستی، نذر و نیاز، نوحہ ماتم، نوروز، تیجہ، چالیسواں، جلسے جلوس نعرے بازی، ہنگامہ آرائی وغیرہ کے وہ سب تماشے آجاتے ہیں جن سے ملتے جلتے تماشوں کے وہ عادی ہیں، کبھی آپ نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہوگا کہ اسلام نام ہے ختنہ کرانے کا، گوشت کھانے اور نکاح کرنے کا جس قسم کی خبریں دنیا کے عام انسانوں اور ممالک کے بارے میں آتی ہیں اسی قسم کی خبریں مسلمانوں اور ان کے ممالک کے بارے میں بھی آتی ہیں۔

الغرض آج کسی بھی مرحلہ پر دنیا کے لوگوں کے سامنے کوئی ایسی بات نہیں آتی جس سے وہ اسلام کو ایک بالکل منفرد پیغام رحمت اور دستور سعادت کی حیثیت سے دیکھیں اور مسلمانوں کو دیکھ کر ان کے اعمال و اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام کی عظمت کے قائل ہو جائیں اور اس پر اس پہلو سے غور کریں نہ ان کو ایسے مسلمانوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کا سوچنے کا انداز بالکل جداگانہ ہو اور جو اپنے اخلاق، انسانیت دوستی، بے لوثی دلی دردمندی، کردار کی صفائی، دیانت و امانت اور خیرخواہی کا سکہ دلوں میں جما دیں اور کچھ سوچنے پر مجبور کر دیں یہ تو ہوئی بات غیروں کی، خود مسلمان کہلانے والوں پر نظر ڈالئے تو آپ دیکھیں گے کہ ہماری غالب اکثریت صحیح اسلامی مزاج سے بالکل ناآشنا اور نامانوس ہے۔ اگر آپ اللہ کی کتاب قرآن مجید اور پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے مسلمانوں سے یہ کہیں کہ موجودہ حالات میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ ہمیں جنون کا مقابلہ جنون سے نہیں بلکہ بڑی عقلمندی اور دانشمندی سے کرنا چاہیے۔ ہمارے اندر اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی زبردست استعداد ہونی چاہیے، اور اپنے وقت، اپنی جان اور اپنے مال کو صرف کھانے کمانے اور جھگڑے لڑانے میں نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اپنی تعمیر نو کے تقاضوں اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے صرف کرنے کی عادت ہونی چاہیے نفرت کا مقابلہ اندھی نفرت سے کرنے کے بجائے حقیقت پسندی اور حکمت سے کرنا چاہیے، اشتعال انگیزی کی کوششوں کا جواب ہمیں اس طرح دینا چاہتے کہ ہم مشتعل نہ ہوں بلکہ صبر، بردباری، اور عقل و ہوش سے کام لیں۔ ہمیں مسجدوں کو اعمال مساجد سے معمور کرنے نماز قائم کرنے اور نماز کے مزاج کے مطابق اپنی تربیت کی سب سے زیادہ فکر ہونی چاہیے۔ اور ہمیں اس بات سے باخبر رہنا چاہیے کہ کچھ لوگ یہ چاہ رہے ہیں کہ مسجدوں میں ایسے کام ہوں جن کی وجہ سے حکام کو مسجدوں پر دست درازی کا بہانہ ہاتھ آجائے۔ باہمی دنگل فساد ہو جیسا کہ پنجاب اور سندھ

کے بعض اضلاع میں خود مسلمانوں نے ایسے کام شروع کر کے جگ ہنسائی کا باعث بنے ہوتے ہیں۔

اگر آپ آج کل اس طرح کی باتیں عام مسلمانوں سے کریں گے تو آپ کو خدا جانے کیسے کیسے تجربے ہوں گے اور اللہ جانے کیا کیا آپ کو کہا جاتے گا؟ اور تب آپ کو اس کا عملی تجربہ ہوگا کہ عوام تو عوام خواص بھی اسلام کے مزاج سے کتنے غافل اور دوسروں کے کس قدر نقال ہوگئے ہیں؟ اور انبیاء علیہم السلام کے مزاج سے کتنا بُعد اور خدا ناشناس لیڈروں کے مزاج سے کتنا قرب اور کس درجہ مناسبت آج مسلمان کہلانے والوں کو بلکہ ان کے بہت سے رہبروں کو ہوگئی ہے؟ یہی وہ حالت ہے جس کے بارے میں ایک قرآنی آیت کا مفہوم ہے کہ جب ان لوگوں کے سامنے کامیابی کا راستہ آتا ہے تو اسے نہیں اختیار کرتے اور جب تباہی و گمراہی کا راستہ آتا ہے تو اسے اختیار کر لیتے ہیں یہ ۱۹ دسمبر کو جو پارلیمنٹ میں دھینگا مشتی ہوئی حکومت اور حزب اختلاف کے رہنماؤں اور ممبران اسمبلی نے جس گھٹیا کمزور اور حد درجہ گرے ہوتے اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد ان لوگوں سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ لوگ نفاذ شریعت کی پیش رفت کا کام کر سکیں گے۔ بظاہر ان کے اخلاق ان کی تعلیم ان کی ساخت و پرداخت اور ان کے اب کے اعمال سے ایسی تمام توقعات عبث ہیں۔ ع

مرا از خیر تو امید نیست بد مرسد

لیکن یاد رکھیے کہ انہی حالات میں جو لوگ صحیح اسلامی مزاج پر استقامت کا ثبوت دیں گے اور اسے عام کرنے کی مخلصانہ جدوجہد کریں گے انہی کے بارے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے وہ عظیم خوشخبری نکلی تھی جس کا حوالہ اس مضمون کے آغاز میں دیا گیا تھا۔

ان سطروں کے ذریعہ ہم ایسے ہی باتوفیق اور خوش نصیب دینی بھائیوں سے اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے ہوئے یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں ان حالات سے ہرگز مایوس اور خائف نہیں ہونا چاہتے، بلکہ اپنی جدوجہد کو اور تیز اپنی فکر و کوشش کو دوچند کر دینا چاہیے۔ جتنی جلد عام مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی، اور جتنی جلد وہ ان حقیقت ناآشنا لیڈروں کی ترتیب سے نکل کر نبیوں کی ترتیب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے لگیں گے اتنا ہی کم نقصان انہیں جھیلنا پڑے گا۔ ورنہ آثار اچھے نہیں ہیں۔ افق پہ سرخ و سیاہ بادل صاف منڈلا رہے ہیں۔

آخری بات یہ کہ جو لوگ اللہ کی توفیق سے صحیح اسلامی مزاج کو نسبتاً زیادہ وضاحت اور یقین کے ساتھ سمجھ رہے ہیں سب سے زیادہ ذمہ داری ان کی ہے، ان کی ذرا سی غفلت اور آرام پسندی سے ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ قل هل یستوی الذین یعلمون - والذین لا یعلمون۔